بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ     نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ     وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

*Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat*

**دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت**

**Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)**

**Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com**

ہر ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ منکر ہے جب تک کل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیہ نفس کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 11 - مارچ 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَمَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۱﴾ (النور: 21)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہوسکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی طاقت ہے ہمیشہ رہنے کی بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آکر لڑ رہا ہے بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے مکروفریب سے دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ جس فطرت کے ساتھ تو نے انسان کو پیدا کیا ہے جس طرح وہ اس کی فطرت یہ ہے کہ دونوں طرف مڑ سکتا ہے اس کو میں اپنے پیچھے چلاؤں گا کیونکہ برائیوں کی طرف اس کا زیادہ رخ ہوگا۔ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں اس پر ہر راستے سے حملہ کروں گا ہر راستے سے اس کو بہکاؤں گا اور سوائے وہ جو تیرے حقیقی بندے ہیں خالص بندے ہیں وہ تو میرے حملے سے بچیں گے ان پر تو میرا کوئی مکر کوئی حملہ کارگر نہیں ہوگا اس کے علاوہ اکثریت میرے قدموں پر چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ جو تیرے پیچھے چلنے والے ہوں گے انہیں میں جہنم میں ڈالوں گا لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے حملوں اور اس کے حیلوں اور مکروں سے ہوشیار کیا ہے۔ اس آیت میں بھی جو میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں مومنوں کو تسلی اس لفظ کے ساتھ دی کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے اللہ تعالیٰ سننے والا ہے پس اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ اور اس کو پکارو اور مستقل مزاجی سے اس کو پکارو۔ اس کے حضور مستقل دعائیں کرتے ہوئے جھکے رہو تو وہ خدا جو علیم بھی ہے اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے جب وہ دیکھے گا کہ میرا بندہ حقیقت میں خالص ہو کر مجھے پکار رہا ہے تو پھر خدا ایسے مومن کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس سے وہ شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جائے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند سے بلند تر کرنے کی توفیق مل جائے اور برائیوں سے بچنے کی اس میں طاقت پیدا ہو جائے۔

خالص بندے بننے کے لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک نسخہ بتایا کہ فحشاء اور منکر سے یعنی ہر ایسی بات سے اپنے آپ کو بچاؤ جو بیہودہ اور لغو ہے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جو فحشاء اور منکر سے بچے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کا تزکیہ کرے گی اور جس کا اللہ تعالیٰ تزکیہ کر دے وہ پاک ہو جاتا ہے اور ایسے پاکوں کے پاس پھر شیطان نہیں آتا۔ یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی برائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی برائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ

بن جاتی ہیں۔ضروری نہیں کہ ڈاکہ اور قتل ہی بڑے گناہ ہیں کوئی بھی برائی جب معاشرے کا امن وسکون برباد کرے وہ بڑی برائی بن جاتی ہے۔انسان کو یہ احساس مٹ جاتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔بعض لوگوں کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بنایا کیوں۔ پہلے ہی دن اس کی بپا کی پر سزا دے کر اسے ختم کیوں نہ کر دیا۔اگر پہلے ہی دن شیطان کو ختم کر دیا جاتا تو دنیا کے فساد ہی نہ ہوتے۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں یعنی کھینچنے والی چیزیں دو موجود ہیں۔ایک جاذب خیر ہے جو نیکی کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔دوسرا جاذب شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ یہ امر مشہود ومحسوس ہے کہ بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیالات پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اس کو کوئی بدی کی طرف کھینچ رہا ہے اور پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اس کے دل میں پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا کوئی اس کو نیکی کی طرف کھینچ رہا ہے اور بسا اوقات ایک شخص بدی کر کے پھر نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہایت شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے برا کام کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کو گالیاں دیتا اور مارتا ہے اور پھر نادم ہوتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ یہ کام میں نے بہت ہی بیجا کیا اور اس سے کوئی نیک سلوک کرتا ہے یا معافی مانگتا ہے۔

یہ دونوں قوتیں جو ہر ایک انسان میں موجود ہیں خواہ تم ان کو یا دو قوتیں کہو اور یا روح القدس اور شیطان نام رکھو مگر بہر حال تم ان دونوں حالتوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے اور ان کے پیدا کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا انسان اپنے نیک اعمال سے اجر پانے کا مستحق ٹھہر سکے کیونکہ اگر انسان کی فطرت ایسی واقع ہوتی کہ وہ بہر حال نیک کام کرنے کے لئے مجبور ہوتا اور بدکام کرنے سے طبعاً متنفر ہوتا تو پھر اس حالت میں نیک کام کا ایک ذرہ بھی اس کو ثواب نہ ہوتا کیونکہ وہ اس کی فطرت کا خاصہ ہوتا لیکن اس حالت میں کہ اس کی فطرت دو کششوں کے درمیان ہے اور وہ نیکی کی کشش کی اطاعت کرتا ہے اس کو اس عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔

اب فرمایا کہ بے شک انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہوتے ہیں۔نیکی کا القاء اور بدی کا القاء۔اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں القاء انسان کی پیدائش کا جز نہیں ہو سکتے۔پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کی طرف شیطان بلاتا ہے۔کون سے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں اور کون سی چیزیں ہیں جن کو حاصل کر کے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتا ہے۔اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شیطان جھوٹ ظلم جذبات خون طول عمل ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔اس کے مقابل اخلاق فاضلہ صبر محویت فنافی اللہ اخلاص ایمان فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں۔ایک طرف شیطان دعوت دے رہا ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ دعوت دے رہا ہے ان نیکیوں کی۔انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے۔یعنی دونوں قسم کی ایک کششیں ہیں کھینچنے والی چیزیں ہیں ان دونوں میں پڑا ہوا ہے۔پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں کے اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے پھر اپنی توفیق دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے بجائے شیطان کی طرف دوڑنے کے اور خدا ہی میں اپنی راحت تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے نشانات ضرور ہوتے ہیں جب تک اس میں وہ نشان نہ پائے جاویں وہ معتبر نہیں ہو سکتی۔اسی طرح ایمان کے نشانات ہیں یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال تقدس کبریائی قدرت اور سب سے بڑھ کر لا الہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے یہ وہ سعادت ہے فطرت کی کہ اگر صحیح ایمان ہے تو پھر گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے۔جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے اور روحانی زندگی کا بچے کا تولد ہوتا ہے تو یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسان پھر خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

گناہ دو تھے ایک آدم نے کیا ایک شیطان نے مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی امید ہے۔تکبر نہ ہو گناہوں کا اقرار ہو توبہ کرے انسان اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو بخشا جاتا ہے اور یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔فرمایا کہ متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے

کے واسطے تیار ہو جاتا ہے جو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔ پس تکبر سے بچو۔

یہ وہ خصوصیت ہے جو ایک مؤمن کو اختیار کرنی چاہئے ورنہ وہ شیطان کے قدموں پر چلنے والا ہے۔ تکبر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ شیطان کس کس طرح انسان کو اپنے قابو میں کرنے کے حیلے کرتا ہے اس بارے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر انسان کے افعال سے گناہ دور ہو جاوے یعنی کوئی کام ایسا نہ کرے جو گناہ والا ہے کوئی اس کا فعل ایسا نہ ہو جس کو کہا جائے کہ یہ گناہ ہے تو شیطان چاہتا ہے کیا چاہتا ہے شیطان کہ آنکھ کان ناک تک ہی رہے۔ اگر ظاہری طور پر کوئی عمل گناہ کرنے والا نہ ہو تب بھی شیطان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انسان کی آنکھ میں بیٹھا رہے کان میں بیٹھا رہے ناک میں بیٹھا رہے۔ فرمایا کہ جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں بنا رہے۔ بعضوں کے حالات موقع ہی نہیں ملتا یا ایسی وجہ ہی نہیں بنتی کہ گناہ کریں یا کسی خوف سے نہیں کرتے۔ ظاہری طور پر عملاً کوئی گناہ نہیں لیکن شیطان اس کوشش میں پھر بھی رہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں ہے تو کسی نہ کسی ذریعہ سے اس کے اندر گناہ کا بیج رکھے اور اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی۔

پس اصل چیز یہی ہے کہ خدا کا خوف انسان کے دل میں رہے۔ خدا کا خوف ہوگا تو بہت ساری برائیوں سے انسان پھر بچتا ہے۔ ایک چور بھی چوری کرتا ہے۔ اگر اس کو یہ پتا لگ جائے کہ اس کو کوئی بچہ بھی دیکھ رہا ہے تو اس بچہ کا بھی خوف ہوتا ہے اسے۔ پس جب تک یہ ہمارے دلوں میں نہیں ہوگا کہ ہم کوئی بھی عمل کرتے ہوئے یا ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ خدا ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے تو اس وقت تک گناہوں سے نہیں بچ سکتا انسان۔ انسان کے ساتھ دو قوتیں ہیں جو ہمیشہ لگی رہی ہیں ایک فرشتے اور دوسرے شیطان۔ گویا اس کی ٹانگوں میں دو، رسّے پڑے ہوئے ہیں فرشتہ نیکی میں ترغیب اور مدد دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ایدھم بروح منه۔ یعنی اپنا کلام بھیج کر ان کی مدد کی اور شیطان بدی کی طرف ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ یوسوس۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ظلمت اور نور ہر دو ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ شیطان کس طرح وسوسہ ڈالتا ہے ایک تو پہلے مثال دے دی اور اس وسوسے سے کس طرح بچنا ہے کہ یہ امیر لوگ ہماری ضروریات پوری کرنے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہستی بھی ہے جو ہماری ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس واسطے حقیقی رب الناس کی پناہ چاہنے کے واسطے فرمایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ میں حقیقی رب الناس جو ہے اس کی پناہ میں رہوں۔ پھر دنیاوی بادشاہوں اور حاکموں کو انسان مختار مطلق کہنے لگ جاتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ مالک الناس۔ اللہ ہی ہے۔ پھر لوگوں کے وساوس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر ماننے لگ پڑتے ہیں اور ان سے خوف اور رجاء رکھتے ہیں۔ اس واسطے الٰہ الناس فرمایا۔ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ تین وساوس ہیں ان کے دور کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں جو سورۃ الناس میں بیان کئے گئے ہیں اور ان وساوس کے ڈالنے والا وہی خناس ہے یعنی شیطان ہے۔

پھر ایک موقع پر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔

پس ہمیں ایسی تجارت کرنی چاہئے ان راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کی طرف زمانے کے امام اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود ہمیں بلا رہے ہیں تا کہ شیطان کے قدموں پر چلنے سے ہم بچیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دردناک عذاب سے بچیں۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ مخفی گناہوں سے بچو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔ یہ مصیبتوں میں گرفتار ہونے کے بعد یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبت آ گئی۔ نہیں۔ قصور بندے کا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا تو

قصور نہیں ہے۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتا نہیں لگتا مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے یعنی موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے ظاہر کی بیماری کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامن گیر ہو رہا ہے ایسا ہی تپ دق ہے کہ ابتداء میں اس کا پتا بعض دفعہ طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ آخری سٹیج پر جا کر پتا چلتا ہے۔ بعض دفعہ کینسر کے مریض ہیں۔ اچھا بھلا صحت مند انسان ظاہر بظاہر لگ رہا ہوتا ہے اور ایک دم پتا لگتا ہے کہ کینسر ہے اور ایسی سٹیج پر چلا گیا ہے جہاں اب کوئی علاج نہیں۔ پھیل چکا ہے اور مہینے کے اندر اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔

پس فرمایا کہ جس طرح بیماری کا پتا نہیں لگتا ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے **قد افلح من زکھا**۔ کہ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا لیکن تزکیہ نفس بھی ایک موت ہے۔ جب تک کہ کل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیہ نفس کہاں حاصل ہوتا ہے۔ جتنے بیہودہ گندے گھٹیا اخلاق ہیں ان کو جب تک ترک نہیں کرو گے جن پے شیطان چلانا چاہتا ہے فحشاء اور منکر پر چلانا چاہتا ہے منکر کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ منکر ہے جب تک کل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیہ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔ پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ کی ضرورت ہے اور اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ شیطان کو مارنے کے لئے کیا اور کس طرح ہمیں قدم اٹھانا چاہئے اس بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے۔ صحابہ کرام نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا۔ ڈوبے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے کو اپنانے میں۔ پس یاد رکھو کہ اس زمانے میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرام میں پیدا ہوئی تھی مریدوں معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل و دخل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا بننے کی کوشش کریں۔ تمام فحشاء اور منکر سے بچیں تمام قسم کی برائیوں سے بچیں ہر قسم کے تکبر سے بچیں اپنے نفس کے تزکیہ کی کوشش کرتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ ہمیشہ ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو اور وہی ہمارا رب رہے ہمیشہ اسی کی مالکیت ہمارے دلوں پر قبضہ جمائے رکھے وہی ہمارا معبود رہے اور اس کو ہم ہمیشہ پکارنے والے بنے رہیں اور شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ☆......☆

**Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 11th March 2016**

## BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ..........................................................................

..........................................................................

..........................................................................

**From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar,** Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB